© rasailojaraid.com



دانشور جناب پروفیسر مرزا محمد منور صاحب نے ,, کتاب اللمع،، کے حوالے سے صوفیہ کی تعلیمات اور طرز زندگی پر نہایت جامع گفتگو فرمائی ۔ ,, الرسالۃ القشیریہ،، کے ترجمہ پر ایک جامع تبصرہ جناب جسٹس شجاعت علی قادری صاحب کی طرف سے موصول ہوا، موصوف بوجوہ خود شرکت نہیں فرما سکے، اس لئے ان کی طرف سے بھیجا گیا مقالہ ادارہ کے محقق جناب ڈاکٹر محمد طفیل صاحب نے پڑھ کر سنایا ۔ دونوں کتابوں کے مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے خود بھی تصوف کی بنیادی کتب پر ایک عالمانہ تعارفی مضمون پڑھا ۔

اسی مجلس میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے محقق ، ممتاز عربی دان اور ادیب جناب ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی صاحب نے ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب کی شخصیت سے متعلق اپنا ایک تاثراتی مضمون بعنوان ,,پیر صاحب،، پڑھا ۔ مضمون میں ضمناً ,,کتاب اللمع،، کے ترجمہ پر مختصر تبصرہ بھی شامل ہے، مضمون کی اہمیت کے پیش نظر اس کا پورا متن ذیل میں قارئین کی نذر کیا جاتا ہے!

## پیر صاحب

ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب کا نام میں نے سب سے پہلے اپنے استاد محترم ڈاکٹر صوفی محمد ضیاء الحق صاحب سے سنا ۔ ڈاکٹر صوفی صاحب مولانا اصغر علی روحی کے فرزند اور ان کے علمی جانشین ہیں ۔ عربی کے میدان میں ان کی زبان سے کسی کے لئے تعریفی کلمات کو ان کے تلامذہ ایک سند کا درجہ دیتے ہیں ۔ چنانچہ پیر صاحب کو دیکھنے سے قبل ہی میں گویا غائبانہ ان کا مرید ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



چکا تھا ـ لیکن یہ اندازہ نہ تھا کہ ملاقات کے بعد اس ارادت میں کتنا اضافہ ہو جائے گا ـ

پہلی ملاقات کا شرف مجھے اب سے کوئی سات آٹھ برس قبل ادارہ تحقیقات اسلامی ھی کے توسط سے حاصل ہوا ـ ادارہ ان دنوں سوک سنٹر والی عمارت میں تھا ـ پیر صاحب جو آج بھی مجھ ایسوں کے مقابلے میں جوان ھیں، اس وقت جواں تر تھے ـ صغانی کی ,, العباب الزاخر،، پر اپنے یادگار کام کے سلسلے میں بڑی پابندی سے روز ادارے کے کتب خانے میں آتے تھے ـ وھیں یہ سعادت حاصل ہوئی ـ میں ان دنوں قدیم عربی ادب پر کچھ کام کر رھا تھا ـ نکلسن نے دور جاھلیت میں شاعر کی حیثیت سے متعلق لکھتے ہوئے ایک حوالہ میدانی کی ,, مجمع الامثال،، کے جرمن ترجمے کا دیا تھا جو سامنے نہ تھا اور یہ پتہ چلانا از حد دشوار ہو رھا تھا کہ میدانی نے یہ بات اس ضخیم تصنیف میں کہاں لکھی ہے ـ میں نے اس الجھن کا ذکر پیر صاحب سے کیا تو فی الفور انھوں نے فرمایا یہ بات غالباً فلاں مثل کے تحت آئی ہے اور مثل کے الفاظ دھرا دیئے ـ پھر فوری طور پر کتب خانے سے ,, مجمع الامثال ،، نکال کر مجھے وہ عبارت دکھا دی ـ میں ان کے استحضار علمی اور قوت حافظہ پر حیران رہ گیا ـ ایک آدھ اور مسئلے پر بھی انہی دنوں استفسار کا اتفاق ہوا اور ایسا ھی شافی جواب ملا ـ ان کی علمیت جو پہلے شنیدہ کے ذیل میں آتی تھی اب دیدہ کے درجے تک پہنچ گئی ـ

دو سال قبل جب مجھے خود ادارے سے وابستہ ہو جانے کا موقع ملا تو پیر صاحب کو زیادہ قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ـ تب مجھے احساس ہوا کہ جو چیز ان کے علم سے بھی زیادہ متاثر کرنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



والی ہے وہ ان کی شخصیت اور کردار ہے ۔ اسلام آباد کی یخ بستہ صبحوں میں اس پیرانہ سالی ۔۔ (پیر صاحب کی پیدائش ۱۹۰۵ کے لگ بھگ کی ہے ) ۔۔ کے باوجود وہ پابندی سے ہر روز کچھ فاصلہ پیدل اور کچھ بسوں میں طے کرکے ادارے کا کتب خانہ کھلتے ہی تشریف لے آتے تھے اور کسی سے کوئی غیر ضروری بات کئے بغیر ایک گوشے میں جو ان کے لئے مخصوص تھا بیٹھ کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے تھے ۔ ان کی پابندی وقت سے شاید بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہو کہ وہ ادارے میں ملازمت کرتے ہیں حالانکہ مختلف سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں اعلیٰ مناصب پر فائز رہنے کے بعد اب وہ ریٹائرڈ زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کے تمام علمی مشاغل خالص رضا کارانہ ہیں ۔

پیر صاحب کی شخصیت میں چونکہ مجھے ایک خاص جاذبیت محسوس ہوتی تھی اور ان کی صحبت میں دل کی کشادگی کا احساس ہوتا تھا اس لئے میں اکثر ان کے پاس کچھ وقت گزارتا تھا ۔ میں نے دیکھا کہ ان میں کم آمیزی کے ساتھ ساتھ دل آویزی بھی ہے ۔ کوئی نہ آئے تو وہ مدتوں خاموش اور خود مست بھی رہ سکتے ہیں لیکن کوئی آ بیٹھے تو کام چھوڑ کر پوری محبت اور شفقت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ بھی ہو سکتے ہیں ۔ کم از کم میرا تجربہ یہی رہا ہے کہ ہمیشہ میں نے خود ان سے اجازت لی ہے انہوں نے کبھی بھی مجھے تنگی وقت کا احساس نہیں دلایا ۔

پیر صاحب کو آغاز ہی سے ورزش اور پیراکی سے شغف رہا ہے جس کا اثر ان کی طبیعت اور مزاج پر آج بھی نظر آتا ہے ۔ ان کی طبیعت میں بلا کا استقلال ہے ۔ وہ پانی کے اس مسلسل ٹپکنے والے قطرے کی طرح سرگرم عمل رہتے ہیں جو بالآخر پتھر میں سوراخ کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



دیتا ہے۔ سخت جانی اور سخت کوشی ان کی فطرت ثانیہ ہے۔ بخار کی کیفیت ہے مگر پیر صاحب ادارے آ رہے ہیں اور کام مسلسل جاری ہے۔ ماہ رمضان میں پابندی صوم کے باوجود معمولات پر کوئی اثر نہیں ۔ طبیعت میں انتہائی تحمل اور ٹھہراؤ ۔ جلد بازی نام کو نہیں ۔ تکلف اور تصنع سے بری ۔ زندگی کے بارے میں رویہ نہایت مثبت اور حقیقت پسندانہ ہے۔ حالات سے دل برداشتہ یا مشتعل ہونا انہوں نے سیکھا ہی نہیں ۔ حالات کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں یہ جوئے کُہستان کی طرح اپنا راستہ نکال ہی لیں گے ۔ وہ جوئے کہستاں جس کے بارے میں علامہ اقبالؒ فرما گئے ہیں :

رُکے جب تو سل چیر دیتی ہے یہ
پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے یہ

پیر صاحب ,, کوشش بیہودہ بہ از خفتگی،، کے قائل معلوم ہوتے ہیں ۔ وہ صحت جسمانی کا نسخہ بھی یہی بتاتے ہیں کہ بیٹھو مت ۔ آخر تک متحرک رہو ۔ ہر حال میں متحرک رہو خواہ آرام ہو یا تکلیف ۔ کام کے سلسلے میں ان کا کہنا ہے کہ بعض لوگ عمر کی ناپائیداری کو دیکھ کر ہر کام سے جی اچاٹ کر لیتے ہیں اور یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ موت سر پر کھڑی ہے کام سے کیا حاصل ۔ پیر صاحب کا خیال عین برعکس ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کام اسی لئے کرنا ضروری ہے کہ موت سر پر کھڑی ہے۔

پیر صاحب کے کردار میں دوئی کو دخل نہیں ان کے ظاہر و باطن کے درمیان خلیج نہیں جو زبان سے کہتے ہیں کامل دیانت داری سے اسی پر یقین رکھتے ہیں ۔ شاید ان کا حافظہ اسی لئے اتنا اچھا ہے کہ وہ جو کچھ زبان سے کہہ دیں اس کی پاسداری کا انہیں ازحد خیال رہتا ہے۔ کہہ کر بھول جانا ان کی سرشت سے دور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہے ۔ معاملات کی صفائی میں آئینہ کردار ھیں ۔ پنسل کا ایک ٹکڑا بھی اگر کسی کا ان کے پاس رہ جائے تو چل کر جائیں گے اور اسے دے کر آئیں گے ۔ کسی سے کچھ مانگنا ان کی طبیعت سے کوئی مناسبت ھی نہیں رکھتا ۔ سردیوں کا موسم ہو جوڑوں میں درد ہو یہ ادارے سے پیدل چل کر چوک تک جائیں گے ۔ از خود اگر کوئی عقیدت مند سواری ٹھہرا لے تو دوسری بات ہے یہ ہرگز کسی سے نہ کہیں گے ۔ انھوں نے زندگی کے مسائل کو کبھی لفٹ نہیں دی لہذا لفٹ لینے کے بھی قائل نہیں ۔ ہر روز کاغذ قلم سب کچھ اپنا ساتھ لائیں گے ۔ ایک ورق بھی کہیں سے لینا پڑ جائے تو ان کے دل پر بار ہوگا ۔ ھاں مگر میں نے کئی بار پیر صاحب کے کاغذ پر ھاتھ صاف کیا اور دل پر کوئی بار بھی محسوس نہ کیا کیونکہ کچھ دیتے وقت پیر صاحب کی آنکھوں میں سبک سبک سی ایک روشنی ھوتی ہے جو لینے والے کے دل تک سرایت کر جاتی ہے ۔ زھیر نے کیا خوب کہا ہے :

تراہ اذا ما جئتہ ، متھللا  
کأنک تعطیہ الذی أنت سائلہ

,,اس شخص کے پاس تم آتے ھو  
تو مسرت کی چمک اس کے چہرے پر پاتے ہو  
گویا جو کچھ تم اس سے مانگ رہے ہو  
مانگ نہیں رہے بلکہ اسے دے رہے ھو ،،

پیر صاحب نے ادارہ تحقیقات اسلامی میں سترہ برس اسی استقلال کے ساتھ صغانی کی ,, العباب الزاخر ،، کی تحقیق متن میں گزارے ۔ اور اسے بارہ جلدوں میں جو تقریباً چھ ہزار صفحات پر مشتمل ھیں مکمل کر دیا ۔ یہ ایک ٹیم کا کام تھا جو ایک فرد نے انجام دیا ۔ بدقسمتی سے ھمارے ھاں ابھی تک تحقیق متن کی اھمیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



تو درکنار اس بات کا شعور بھی عام نہیں ہو سکا کہ یہ کام ہوتا کیا ہے۔ عموماً لوگ یہ تصور کرتے ہیں کہ کسی پرانے مخطوطے کو ذرا صاف کرکے لکھ دینے کا نام ایڈیٹنگ یا تحقیق متن ہے۔ چنانچہ سوچتے ہیں کہ متون کے محقق برسوں کیا کرتے رہتے ہیں جبکہ کتابیں تو لکھنے والے لکھ گئے۔ انہیں یہ سمجھانا کس قدر دشوار ہے کہ بسا اوقات ایک کتاب کی تصنیف میں اتنا وقت اور محنت صرف نہیں ہوتی جتنی ایک قدیم مخطوطے کو صحیح معنوں میں زندہ کرنے پر صرف ہوتی ہے۔ یہ درست ہے کہ اپنے آباء کی کتابوں کو یورپ میں دیکھ کر دل سی پارہ ہوتا ہے مگر اس تلخ حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ علم کے ان نادر موتیوں کو کمال محنت سے نکھار کر پیش کرنے میں اہل یورپ کا حصہ ہم سے زیادہ ہے/کیا یہ امر لائق تاسف نہیں کہ وطن عزیز میں شاید آج ایک بھی ادارہ ایسا نہیں جو اس قدیم ورثے کے احیاء کے لئے وقف ہو۔ معذرت چاھتا ہوں میں کچھ دور نکل گیا :

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

بات ہو رہی تھی کہ یہ جانکاہ کام جس کی اہمیت کا احساس بھی عام نہیں پیر صاحب نے صلہ و ستائش، سود و زیاں ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اس پر عمر عزیز کا ایک طویل حصہ صرف کر ڈالا۔ اگر کوئی ناشناس کبھی ان سے پوچھتا ہے کہ آپ کیا کام کر رہے ہیں ؟ تو کمال متانت سے صرف اتنا کہہ دیتے ہیں :,,یہ ایک ایسا کام ہے جو میں آپ پر واضح نہ کر سکوں گا "۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ پیر صاحب نے اپنے علمی سفر کے آغاز میں بھی تحقیق متن کے سلسلے کا ایک اہم کام سر انجام دیا تھا جو ہنوز زیور طبع سے آراستہ نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہوا ۔ یہ شہرزوری کی ,, نزھة الارواح و روضة الافراح» کے اس حصہ کی ایڈیٹنگ تھی جو مسلم فلاسفہ سے متعلق ہے۔ یہ پیر صاحب کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ تھا جس کے بارے میں یہ بات تاریخی ہے کہ اس پر پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ۱۹۳۸ء میں سب سے پہلی پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری جاری ہوئی ۔ آپ کے گائیڈ مولوی محمد شفیع صاحب تھے اور ممتحنوں میں پروفیسر کرنکو شامل تھے ۔

ترجمے کا فن ۔ جو آج کی مجلس میں مرکزی حوالے کی حیثیت رکھتا ہے نہایت مشکل فن ہے۔ اگر محض لفظ کی جگہ دوسری زبان کا لفظ رکھ دیا جائے تو ترجمہ ناقابل فہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی ترجمہ محض کے بارے میں اکبر الہ آبادی نے کہا ہے :

اگر ترجمہ ہو تو مطلب ہو خبط
معانی میں پیدا نہ ہو ربط ضبط

لہذا ضروری ہے کہ ترجمہ کرنے والا دونوں زبانوں کے اسالیب پر قادر ہو ۔ پھر جب ترجمہ عربی سے کیا جائے تو معاملہ اور بھی کٹھن ہو جاتا ہے کہ دوسری زبان میں ڈھالنا تو بعد کی بات ہے عربی زبان کی پیچیدگیوں اور نزاکتوں کو سمجھنا ھی ھر شخص کے بس کی بات نہیں ۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے اس میدان میں بڑے اھم کام کئے ۔ ان کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب کی فہرست خاصی طویل ہے جن میں تراجم خاصے نمایاں ھیں ۔ صرف تصوف ھی کے موضوع کو لے لیجئے انھوں نے الابریز، التعرف لمذھب اھل التصوف، الرسالة القشیریة، اور کتاب اللمع جیسی اھم اور بنیادی کتب کو اردو کا جامہ پہنایا ۔ ان میں سے آخر الذکر دونوں ترجمے جو ادارہ تحقیقات اسلامی سے شائع ہوئے آج کی گفتگو کا موضوع ھیں ۔ راقم الحروف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ,, کتاب اللمع» کے اردو ترجمہ کی اشاعت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کے سلسلے میں کچھ حقیر سی خدمات انجام دینے کا موقع ملا ۔ نامناسب نہ ہوگا اگر چند تعارفی کلمات اس یادگار کتاب کے بارے میں یہاں عرض کر دیئے جائیں ۔

,,کشف المحجوب،، ، ,, الرسالة القشيرية،، ، ,,فتوح الغيب،، اور ,,عوارف المعارف،، کے ساتھ,,کتاب اللمع،،کا شمار تصوف اسلام کی پانچ امہات الکتب میں کیا جا سکتا ہے بلکہ کتاب اللمع کو ان میں اولیت کا شرف حاصل ہے ۔ نکلسن نے سب سے پہلے اس اہم کتاب کی طرف توجہ دی اور ۱۹۱۴ء میں ان کی تحقیق کے ساتھ اس کا عربی متن شائع ہوا ۔ تاہم جو دو نسخے نکلسن کے استعمال میں تھے دونوں ناقص تھے ۔ خوش قسمتی سے بانکی پور سے ایک تیسرا نسخہ مل گیا جو نہ صرف ان دونوں نسخوں سے قدیم تر تھا بلکہ اس میں متن کا وہ حصہ بھی شامل ہے جو ان دونوں سے غائب تھا ۔ نکلسن کی توجہ اس نقص کی طرف دلا دی گئی تھی لیکن ان کی یادداشتوں کی مدد سے اس حصہ کی تحقیق و اشاعت کی تکمیل ان کے شاگرد پروفیسر آربری کے حصہ میں آئی ۔ پیر صاحب کے ترجمے میں نکلسن اور آربری دونوں کے تحقیق کردہ متن شامل ہیں ۔ چنانچہ یہ ,, کتاب اللمع ،، کے مکمل متن کا ترجمہ ہے ۔,,کتاب اللمع،،کا ایک اور ترجمہ جو لاہور سے شائع ہوا اس اعتبار سے مکمل نہیں ۔ پیر صاحب کے ترجمے کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نکلسن کے تحقیق کردہ متن کی ترتیب کو بحال رکھتے ہوئے عربی متن کے حوالے ساتھ ساتھ مہیا کر دیئے گئے ہیں جس سے ضرورت کے وقت اصل کے ساتھ موازنہ نہایت سہل ہے ۔ نکلسن نے اپنے مقدمے میں بعض اعتراضات اٹھائے تھے ، پیر صاحب نے ان کا جواب دینے کا بھی اہتمام کیا ہے نیز نکلسن کے حواشی کے علاوہ اپنی طرف سے بیش قیمت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



جواشی کا اضافہ بھی فرمایا ہے۔ اور نکلسن کی بعض اہم غلطیوں کی نشان دھی بھی کی ہے۔ اس ترجمے کے آخر میں اماکن ، قبائل ، کتب ، اور اشخاص کا جو اشاریہ شامل اشاعت کر دیا گیا ہے اس سے اس کی افادیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ کیفیت ,, غین » پر پیر صاحب کا مفصل نوٹ جو شامل اشاعت ہے وہ بھی ایک خاص چیز ہے۔

سامعین! پیر صاحب کی شخصیت اور ان کے علمی کارناموں کی حکایت لذیذ تھی لہذا کسی حد تک ,, دراز تر گفتم» کے ذیل میں جا پڑی ۔ اگرچہ ان کے اوصاف حمیدہ کی وسعت کے پیش نظر یہ ھنوز تشنہ و مختصر ہے۔ تاھم اس احساس کے ساتھ کہ آج کی بزم میں مجھ سے بہت بہتر لوگوں کو اظہار خیال کرنا ہے۔ اور مجھے زیادہ وقت نہ لینا چاھیئے میں اپنی معروضات کو سمیٹتا ھوں اور اختتام ابوالعلا معری کے ایک شعر پر کرتا ھوں جو ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب کو دیکھ کر یاد آنا چاھیئے :

وانـی وان کنت الأخـیر زمـانه
لآت بمـا لـم تستطـعه الأوائل

,,میں وہ ھوں کہ ھر چند میرا زمانہ بعد کا ہے مگر میں وہ کام کر دکھاؤں گا جو اگلوں سے نہ بن پڑا » .

●●●

© rasailojaraid.com